کیاواقعی انسانوں کی مختلف نسلیں موجود ہیں؟

از: کین حام ترجمہ: ندیم عیسیٰ

اگر کوئی چینی باشندہ پولی نیشیا کی کسی خاتون سے شادی کرلے یا ایک سیاہ فام افریقی کسی جاپانی سے شادی کرلے۔ تو کیا یہ شادیاں بائبلی اصولوں کے مطابق ہی ہونگی؟

مسیحیوں کی ایک نمایاں تعداد یہ دعویٰ کرے گی کہ "بین النسلی" شادیاں براہ راست بائبل میں بیان کردہ خُدا کے اصولوں کی خلاف ورزی ہیں لہذا ایسی شادیوں کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

کیا خُدا کا کلام واقعی ہی ایسی بین النسلی شادیوں سے منع کرتا ہے؟ اور کیا بین النسلی نام کی شادیاں واقعی ہی دو مختلف نسلوں کے درمیان ہونے والی شادیاں ہیں؟

کونسی چیز ایک نسل مرتب کرتی ہے

1800 عیسوی میں ڈارؔون کے نظریے کے مقبول ہونے سے پہلے بہت سارے لوگ جب نسلوں کی بات کرتے تھے تو اکثر انسانوں کے مختلف گروہوں کو اِس طرح سے بیان کرتے تھے "انگریزی نسل" آئرش نسل" وغیرہ وغیرہ۔

ڈارون کی متنازعہ قیاس آرائیوں کا المناک ورثہ ہلاکت خیز انتہاؤں کے ہولناک نتائج کا سبب بنا ہے۔ One Race, One Blood ایسی خوفناک باتوں کی بنیاد کے بارے میں آگاہی پیش کرتی ہے اور کلام مقدس کی اِس سچائی کو بھی ظاہر کرتا ہے کہ خُدا نے صرف ایک ہی انسانی نسل کو پیدا کیا ہے۔

یہ سب کچھ 1859ء میں اُس وقت تبدیل ہو گیا جب چارلس ڈارؔون نے اپنی کتاب "On the Origin of Species by Means of Natural Selection or the Preservation of Favoured Races in the Struggle for Life" شائع کی۔

ڈارؔون کا نظریہ ارتقاء بنیادی طور پر نسل پرستانہ فلسفہ تھا (اور اب بھی ہے[1]) اور یہ سکھاتا ہے کہ لوگوں کے

مختلف گروہ یا "نسلیں" مختلف اوقات میں اور مختلف تعداد میں ارتقاء پذیر ہوئے اِس وجہ سے کچھ گروہ دوسروں سے زیادہ اپنے بندر نما اجداد کی مانند نظر آتے ہیں۔ ایک بہت ہی نمایاں ارتقاء کے حامی سٹیفن جے گوولڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ "نسل پرستی کے حوالے سے حیاتیاتی دلائل 1859 سے پہلے بھی عام تھے لیکن جس وقت ارتقائی نظریے کو قبول کر لیا گیا تو اُس کے بعد یہ دلائل اپنے حجم اور وسعت میں بہت زیادہ بڑھ گئے۔"[2]

مثال کے طور پر قدیم آسٹریلوی باشندوں کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ بندر نما اجداد اور باقی نسل انسانی کے لوگوں کے درمیان کھوئی ہوئی کڑی سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔[3] اِس بات نے قدیم آسٹریلوی باشندوں کے حوالے سے بہت ہی خوفناک تعصب اور ناانصافیوں کو جنم دیا۔[4]

ارنسٹ حیکل وہ شخص ہے جو "Ontogeny Recapitulates Phylogeny" نامی نظریے [جو کہ ابھی رَد کر دیا گیا ہے] کی تشہیر کرنے کے لیے مشہور تھا وہ یہ بیان دیتا ہے[5] کہ

"آسٹریلوی، پولی نیشیائی لوگوں کے چند قبیلے، جھاڑیوں میں رہنے والے لوگ، جنوب مغربی افریقہ کے پست قامت لوگ ہوتنتوتی اور کچھ سیاہ فام لوگ اُس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب انسان کا دماغ پوری طرح ارتقاء پذیر نہیں ہوا تھا۔ اِس لحاظ سے کچھ بھی جنوبی ایشیا اور مشرقی افریقہ کے کچھ جنگلی ترین قبائل سے زیادہ حیرت انگیز نہیں کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اُن لوگوں کے حوالے سے انسانی تہذیب، خاندانی زندگی اور شادی کی بنیاد کیا تھی۔ وہ آج بھی بندروں کے جھنڈوں کی طرح اکٹھے رہتے ہیں۔"[6]

نسل پرستانہ تعصب جسے ارتقائی تصورات نے بھڑکایا تھا اُسی کے سبب سے ایک افریقی بونے شخص کو ارونگ تان (انسان نما بندر) کے ساتھ برونکس چڑیا گھر میں ایک ہی پنجرے میں بند کر کے رکھا گیا۔[7] حقیقت تو یہ ہے کہ کانگو کے بونوں کو کسی دور میں "بندر نما بھتنے" خیال کیا جاتا تھا اور اُن کے "جسموں میں بندر نما بہت ساری خصوصیات کی نمائش کی جاتی تھی۔"[8]

سائنسدان آج اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حیاتیاتی رُو سے انسانوں کی صرف ایک ہی نسل پائی جاتی ہے۔

ڈاروِن کی طرف سے تجویز کردہ ارتقاء کے نظریے کے نتیجے میں لوگوں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اِس دُنیا میں چاروں طرف انسانوں کے بہت سارے مختلف گروہ ہیں جو اصل میں علیحدہ علیحدہ "نسلوں" کی نمائندگی کرتے ہیں، لیکن یہ سب کچھ ارتقائی فلسفے کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔ اِس بات کے نتیجے کے طور پر آج کے دور تک بہت سارے لوگ شعوری یا غیر شعوری طور پر انسانوں کے بہت سارے گروہوں کے بارے میں تعصب کا شکار ہیں۔[9]

بہر حال دُنیا میں موجود تمام انسانوں موجودہ درجہ بندی کے لحاظ سے ہوموسیپینز سیپینز (Homo Sapiens Sapiens) کے طور پر جانا جاتا ہے۔ سائنسدان آج اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حیاتیاتی رُو سے انسانوں کی صرفی ایک ہی نسل پائی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اٹلانٹا میں ایک سائنس کی کانفرس کے آغاز میں ایک سائنسدان نے کہا تھا کہ

"[اصطلاح]"نسل" کوئی بنیادی حیاتیاتی حقیقت نہیں بلکہ یہ سماجی ڈھانچے کا حصہ ہے جسے اُن تصورات سے کشید کیا گیا ہے جو مندرج تاریخی واقعات کے ساتھ مشروط ہے، اور اِس کی بنیادی حیاتاتی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے۔"اِس شخص نے مزید یہ کہا کہ "اگر غور سے دیکھا جائے تو نسل کے تصور کی تجویز امریکی صنعت کاری ہے۔"[10]

نسل کے تصور کے موضوع پر ہونے والی ایک تحقیق پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے ABC نیوز نے بیان کیا کہ "زیادہ سے زیادہ سائنسدان اب اِس بات کی تائید کرتے ہیں کہ وہ فرق جو ہمارے درمیان آپسی تفریق کا باعث بنتے ہیں نسلی نہیں بلکہ سماجی ہیں۔ کچھ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ لفظ "نسل" کے استعمال کو ترک کر دیا جانا چاہیے کیونکہ یہ بالکل بے معنی ہے۔" اِس مضمون میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ "ہم لفظ نسل کا استعمال اِس لیے کرتے ہیں کیونکہ اِس سے ہمیں لوگوں کی زمرہ بندی کرنے میں مدد ملتی ہے، اور کئی دفعہ لوگوں کو دبانے کے لیے بھی –اِس کی مکروہ، گھناؤنی اور بھیانک ترین مثال جرمنی کے ہٹلر کی ہے۔ اور نسلی تعصب پوری دُنیا میں بڑے واضح طور پر دیکھنے کو ملتا ہے۔"[11]

جنرل آف کونسلنگ اور ڈیلوپمنٹ[12] کے ایک مضمون میں محققین نے اِس بات پر بحث کی ہے کہ "نسل" کی اصطلاح بنیادی طور پر بے معنی ہے اور اِس کے استعمال کو ترک کر دیا جانا چاہیے۔ مزید برآں حالیہ طور پر اُن لوگوں نے اعلان کیا ہے جو انسانی جینوم نقشہ کشی کر رہے تھے "اُنہوں نے جب انسانی جینوم کے تمام نقشے (مسودے /نوشتے) کو ترتیب کے ساتھ رکھا تو محققین نے اتفاقِ رائے سے یہ کہا ہے کہ اِس زمین پر انسانوں کی صرف ایک ہی نسل ہے–یعنی نسل انسانی۔[13]

ذاتی طور پر ڈارؔون کے نظریہ ارتقاء کے اثر اور اُس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نسلی تعصب کی وجہ سے میرے خیال سے ہر ایک انسان (بالخصوص مسیحیوں) کو چاہیے کہ وہ "نسل" جیسی اصطلاح کے استعمال کو ترک کر دیں۔ اِس کی بجائے ہمیں دُنیا میں پائے جانے والے مختلف لوگوں کو انسانوں کے مختلف گروہوں کے طور پر دیکھنا چاہیے۔

بائبل اور "نسل"

بائبل جب لوگوں کی بات کرتی ہے تو وہ کبھی بھی لفظ نسل کا استعمال تک نہیں کرتی۔[14] ہاں اگرچہ بائبل یہ بیان ضرور کرتی ہے کہ خُدا نے ایک ہی اصل [ایک ہی خون] سے ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لیے تیار کی (اعمال 1-7 باب 26 آیت) یہ چیز اِس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ ہم سب باہمی طور پر رشتے دار ہیں اور ہم سب ایک ہی شخص یعنی آدم کی اولاد ہیں (1 کرنتھیوں 15 باب 45 آیت)[15]، جسے خُدا نے اپنی شبیہ پر تخلیق کیا تھا (پیدایش 1 باب 26-27 آیات)۔[16] پچھلا آدم یسوع (1 کرنتھیوں 15 باب 45 آیت) بھی آدم ہی کی نسل میں سے آیا۔ آدم کی اولاد میں سے کوئی بھی شخص نجات پا سکتا ہے کیونکہ ہم خونی رشتے دار ہیں اور یسوع نے اپنا خون بہایا اور پھر موت پر فتح پا کر جی اُٹھا۔ یہی وجہ ہے کہ انجیل کی انسان کے سب قبیلوں میں منادی کی جا سکتی ہے اور کی جانی چاہیے۔

کیا نسل پرستانہ رویوں کو جائز قرار دینے کے لیے بائبل کا استعمال کیا جا سکتا ہے؟

یہاں پر ایک بہت ہی ناگزیر قسم کا سوال اپنا سر اُٹھاتا ہے کہ "اگر بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ تمام انسان ایک ہی نسل سے ہیں تو پھر انسانوں کی درجہ بندی کرنے اور غلامی کے عروج کے ادوار میں کلیسیا کہاں تھی؟ کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ بائبل حقیقت میں ایک انسان کی طرف سے دوسرے انسان کو غلام بنانے کے عمل سے چشم پوشی کرتی ہے؟"

بائبل کے پرانے اور نئے دونوں عہود میں غلاموں اور غلامی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس طرح بائبل کے دیگر حوالہ جات کے لیے ضروری ہے اُسی طرح غلاموں اور غلامی کے اِس ذکر کو بھی گرائمر اور تاریخ کے پسِ منظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر والٹر کیزر جو کہ گورڈن کونویل تھیولوجیکل سیمنری کے سابقہ پروفیسر اور پرانے عہد نامے کے عالم ہیں نے بیان کیا ہے کہ:

"پرانے عہد نامے میں غلامی کے حوالے سے جو قوانین پائے جاتے ہیں وہ در اصل ایک ایسے عمل میں اعتدال پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتے تھے جو یہودی لوگ باہمی طور پر پیسے کے لین دین کے لیے استعمال کرتے تھے یا پھر جنگ قیدیوں کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ اُس دور میں غلاموں یا غلامی کے بارے میں قوانین کو کہیں پر بھی رَد نہیں کیا جاتا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ بائبل میں بھی اِسے رَد نہیں کیا گیا، اور پھر بائبل میں کہیں پر یہ تاثر بھی نہیں ملتا کہ انسان خرید و فروخت کی عام اشیاء ہیں اگرچہ غلام اور غلامی جیسے معاملات عام تھے۔ اگرچہ دیگر دُنیا میں ایسے تاثرات پائے جاتے تھے۔۔۔ تمام طرح کے حالات کے درمیان اِن معاملات پر گہری نظر رکھی جاتی تھی اور جہاں کہیں یہ محسوس ہوتا کہ انسانوں کے ساتھ غلامی کی وجہ سے بُرا سلوک کیا جا رہا ہے خُدا کی طرف سے الٰہی عدالت کا اعلان اُس کے نبیوں کی معرفت کیا جاتا تھا۔[17]

ایوب کو یہ بات معلوم تھی کہ خُدا کے سامنے تمام انسان برابر ہیں اور سب انسانوں کے ساتھ یکساں سلوک کیا جانا چاہیے کیونکہ وہ خُدا کی شبیہ پر پیدا کئے گئے ہیں۔

"اگر مَیں نے اپنے خادم یا اپنی خادمہ کا حق مارا ہو جب اُنہوں نے مجھ سے جھگڑا کیا تو جب خدا اُٹھیگا تب مَیں کیا کرونگا؟ اور جب وہ آئیگا تو مَیں اُسے کیا جواب دُونگا؟ کیا وُہی اُسکا بنانے والا نہیں جس نے مجھے بطن میں بنایا؟ اور کیا ایک ہی نے ہماری صُورت رحم میں نہیں بنائی؟" (ایوب 31 باب 13-15 آیات)

پولس رسول نے اپنے خطوط میں غلاموں کے حوالے سے جو کچھ کہا ہے اُس پر بات کرتے ہوئے پیٹر ایچ ڈیوڈز لکھتا ہے کہ:

"کلیسیا نے کبھی بھی اِس اصول کو نہیں اپنایا تھا کہ وہ جو مسیح پر ایمان لا کر کلیسیا میں شامل ہو گئے تھے وہ اپنے غلاموں کو آزاد کر دیں۔ مسیحی شریعت کے تابع نہیں تھے بلکہ وہ فضل کے تابع تھے۔ لیکن اِس کے باوجود ہم دوسری صدی اور اُس کے بعد کے ادوار میں یہ دیکھتے ہیں کہ بہت سارے ایسے آقاؤں نے جو مسیح پر ایمان لا کر کلیسیا میں شامل ہو گئے تھے اپنے غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ جلد یا بدیر خُدا کی بادشاہی کے مضمرات جن کا وہ کلیسیا میں غالباً ہفتہ وار تجربہ کرتے تھے آقاؤں کے رویوں میں رِس گئے۔ پولس رسول نے آخر میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا جو بیرونی محرکات کی بدولت نہیں تھا بلکہ اندرونی محرکات کی وجہ سے تھا، اور اُس انقلاب میں تبدیل شدہ دل و دماغ کی بدولت تبدیل شدہ رویوں نے جنم لیا جس کی وجہ سے بالآخر سماجی سطح پر بہت بڑی تبدیلی رونما ہوئی۔ اور جہاں جہاں پر بھی کلیسیا کے ذریعے سے خُدا کی بادشاہی ظاہر ہوئی اِس تبدیلی کا تجربہ کیا گیا، پس دُنیا یہ دیکھ سکتی تھی کہ یسوع مسیح پر ایمان اصل میں ایک انسان کی پوری ذات کو تبدیل کر دیتا تھا۔"[18]

وہ لوگ جنہوں نے مسلسل مسیحی ایمان کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنا جاری رکھا اُنہیں اِس بات کا احساس ہوا کہ جبری غلامی اصل میں بائبل کی تعلیمات کے خلاف ہے کیونکہ تمام انسانوں کو خُدا نے اپنی شبیہ پر پیدا کیا ہے اور وہ اُس کی حضوری میں یکساں ہیں (گلتیوں 3 باب 28 آیت؛ کلسیوں 3 باب 11 آیت)۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ گزشتہ صدیوں کے دوران انسدادِ انسانی غلامی کے سرگرم

جبری غلامی اصل میں بائبل کی تعلیمات کے خلاف ہے کیونکہ تمام انسانوں کو خُدا نے اپنی شبیہ پر پیدا کیا ہے اور وہ اُس کی حضوری میں یکساں ہیں۔

ترین ارا کین بائبل پر ایمان رکھنے والے مسیحی ہی تھے۔ جان ویسلی، گرین وائل شارپ، ولیم ولبر فورس، جوناتھن ایڈورڈ جونیئز اور تھامس کلارک سن، اِن سب لوگوں نے ہمیشہ ہی غلامی جیسی لعنت کی بدولت پیدا ہونے والے مسائل اور بُرائیوں کے خلاف تعلیمات دیں اور انگلینڈ اور شمالی امریکہ کے اندر غلاموں کی خرید و فروخت کے خلاف اور انسدادِ انسانی غلامی کے لیے کام کیا۔ ہیریٹ بیچر سٹو نے اپنے مقبولِ عام ناول انکل ٹومز کیبن میں یہی پیغام دیا ہے۔ اور مزید بر آں غلاموں کے مشہور ترین کاروباری شخص جان نیوٹن کی ذات میں تبدیلی کو کون بھول سکتا ہے؟ اُس نے ہر ایک زمانے میں مقبول عام مسیحی گیت "Amazning Grace" لکھا تھا۔ اور جب وہ مسیح پر ایمان لے آیا تھا تو وہ بھی بالآخر انسدادِ انسانی غلامی کے لیے سرگرم ہو گیا تھا، اور ایسا اُس کی زندگی میں صرف اُسی وقت ہوا تھا جب وہ کلامِ مقدس کی سچائیوں سے واقف ہوا تھا۔

"نسلی" امتیازات

لیکن کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ دُنیا میں انسان کی مختلف نسلیں موجود ہیں کیونکہ ہم انسانوں میں مختلف طرح کی جلد کی رنگت دیکھتے ہیں اور مختلف طرح کی آنکھوں کی بناوٹ بھی واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ لیکن سچائی یہ ہے کہ انسانوں کے مختلف گروہوں کے اندر یہ نام نہاد "نسلی" امتیازات یا فرق حقیقت میں چند ایک انسانی گروہوں کے درمیان بالکل معمولی نوعیت کے تغیرات کی بدولت ہیں۔ اگر دُنیا کے دو مختلف حصوں سے کوئی سے بھی دو انسانوں کو چُنا جائے تو سائنسدانوں نے یہ تجربہ کیا ہے کہ اُن انسانوں کے درمیان جینیاتی فرق صرف 0.2 فیصد ہوتا ہے۔ اور حتیٰ کہ وہ ایک ہی انسانی گروہ سے بھی تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں اُن میں اتنا سا جینیاتی فرق پایا جاتا ہے۔[19] لیکن یہ نام نہاد نسلی فرق جنہیں بہت سارے لوگ بہت بڑے نسلی امتیازات سمجھتے ہیں (جیسے کہ جلد کی رنگت اور آنکھوں کی بناوٹ وغیرہ) "یہ انسانوں کے اندر 0.012 فیصد حیاتیاتی تغیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔"[20]

لیکن سچائی یہ ہے کہ انسانوں کے مختلف گروہوں کے اندر یہ نام نہاد "نسلی" فرق یا امتیازات حقیقت میں بالکل معمولی نوعیت کے تغیرات یا فرق ہیں۔

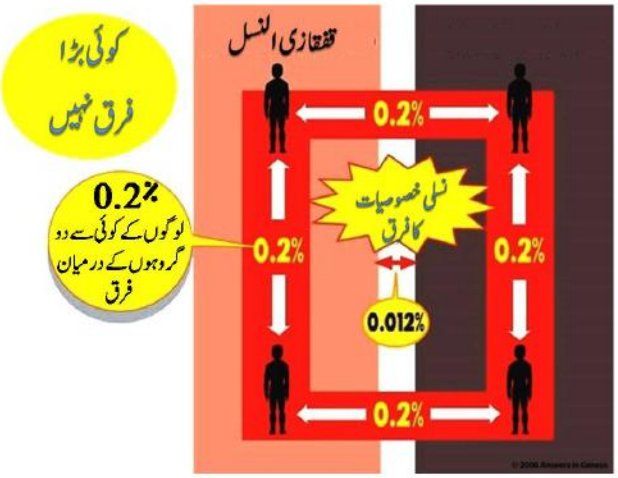

ڈاکٹر ہیرلڈ فری مین، جو کہ مین ہیٹن میں شمالی جنرل ہسپتال میں چیف ایگزیکٹو اور سرجری کے ڈائریکٹر ہیں اِس بات کو بار بار کہتے ہیں کہ "اگر آپ یہ پوچھتے ہیں کہ آپ کے جینز کے کتنے فیصد آپکی بیرونی شباہت میں ظاہر ہوتے ہیں جسے ہم عام طور پر نسلی فرق کی بنیاد بنا کر پیش کرتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ آپ کے جینز کے قریباً 0.01 فیصد آپکی بیرونی شباہت میں ظاہر ہوتے ہیں۔"[21]

دوسرے الفاظ میں وہ نام نہاد نسلی فرق جس کے بارے میں عام طور پر بہت زیادہ باتیں کی جاتی ہیں وہ انسانوں کے اندر بالکل معمولی ترین ہے۔ مجموعی طور پر لوگوں کے ایک گروہ سے دوسرے گروہ کے درمیان اُتنے تغیرات نہیں پائے جاتے جتنے کہ ایک ہی گروہ کے مختلف لوگوں کے درمیان میں پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک گوری رنگت کا شخص اپنے جسم میں کوئی عضو (گردہ یا جگر) وغیرہ لگوانا چاہ رہا ہو تو جس شخص سے وہ جسم کا عضو لینا چاہتا ہو اُس سے اُسے پہلے ٹشو میچ کرنا ہو گا یعنی یہ بات یقینی بنانی ہو گی کہ دونوں کی بافتیں یکساں ہیں۔ اور اِس بات کا بہت ہی زیادہ امکان ہے کہ اُس کے ٹشو کسی سیاہ فام شخص سے با آسانی میچ ہو جائیں گے، اور دیگر مختلف طرح کی رنگت کے لوگوں کے ساتھ بھی ایسا با آسانی ممکن ہے۔ ABC نیوز یہ دعویٰ کرتی ہے کہ "حقائق ہمیں یہ

واضح طور پر دکھاتے ہیں کہ ہم سب انسانوں کے درمیان بہت طرح کے فرق پائے جاتے ہیں لیکن وہ کسی نسلی امتیاز کی وجہ سے نہیں بلکہ ہمارے معاشرتی اور سماجی اختلافات کی وجہ سے ہیں۔"[22]

اب اگر کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ نسلی امتیازات بہت بڑے ہیں تو اُس کی واحد وجہ یہ ہے کہ وہ اُس ماحول یا معاشرے میں پلے بڑھے ہیں جہاں پر اُنہیں یہ بات سکھائی گئی ہے کہ انسان کے مختلف گروہوں میں ایسے امتیازات پائے جاتے ہیں جو انسانوں کو مختلف نسلوں میں بانٹتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈگلس سی۔ والیس، جو کہ ایموری یونیورسٹی سکول اور اٹلانٹا میں مالیکیول جنیٹکس کے پروفیسر ہیں اُن کا بیان ہے کہ "لوگ صرف بیرونی شکل وصورت اور خدوخال کے ظاہری پن کو استعمال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ انسان کی مختلف نسلیں پائی جاتی ہیں اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے اندر فطری طور پر ظاہری پن کو دیکھ کر اندازہ لگانے رجحان پایا جاتا ہے۔"[23]

اگر بائبل یہ تعلیم دیتی ہے اور سائنس اِس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ تمام انسان ایک ہی نسل سے ہیں اور تمام انسان آدم کی نسل سے ہونے کی وجہ سے آپس میں تعلق داری رکھتے ہیں تو پھر ہمارے درمیان ظاہری طور پر ایسے بڑے بڑے اختلافات یا امتیازات (جیسے کہ جلد کی رنگت وغیرہ) کیوں ہیں؟ اِس کا جواب بھی ہمیں سائنس سے ہی ملتا ہے جو بائبلی تعلیمات کی تصدیق کرتی ہے۔

جلد کی رنگت

یسوع تمام چھوٹے بچّوں سے پیار کرتا ہے، دُنیا کے تمام چھوٹے بچّوں سے۔ لال، پیلے، کالے اور سفید، وہ سب کے سب اُس کی نظر میں بیش قیمت ہیں۔ (بچّوں کا گیت)۔

جب یسوع نے کہا کہ "بچّوں کو میرے پاس آنے دو اور اُنہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے۔" (متی 19 باب 14 آیت) تو اُس نے اُن کی جلد کی رنگت کی وجہ سے بچّوں کے درمیان کسی طرح کا کوئی امتیاز نہیں کیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سائنسدانوں نے اِس بات کو دریافت کر لیا ہے کہ ہمارے اندر ایک ہی بنیادی اور بڑا رنگت پیدا کرنے والا جوہر [روغن] پایا جاتا ہے جسے وہ میلانن [جلدی سیاہی] کہتے ہیں اور اِسی کی وجہ سے جلد کی رنگت مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ ابھی اِس رنگت پیدا کرنے والے جوہر یعنی میلانن کی دو اہم اقسام ہیں، یعنی ایومیلانن (بھورا اور کالا) اور فیومیلانن (لال اور پیلا)۔ اِن رنگوں کا باہمی امتزاج ہی ہماری جلد کی مختلف اور مخصوص رنگت کا سبب بنتا ہے۔[24]

ابھی یہ میلانن (جلدی سیاہی] میلانوسائٹس نامی [سیاہ] خلیات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو جلد کی بیرونی پرت کے اندر کی طرف پائے جاتے ہیں۔ ہماری جلد کی رنگت جو مرضی ہو لیکن ہماری بیرونی جلد کے اندر کی طرف میلانوسائٹس نامی اِن خلیات کا ارتکاز اور فی یونٹ حجم تقریباً یکساں ہی ہوتا ہے۔ میلانوسائٹس نامی خلیات میلانن (جلدی سیاہی) کو میلانوسومز (جو کہ میلانن کے چھوٹے چھوٹے یونٹ ہوتے ہیں) میں ڈال دیتے ہیں جو پھر اِس میلانن کو جلد کے دیگر خلیات میں شامل کر دیتا ہے اور یہ میلانوسومز انسانوں کی بیرونی جلد کی نچلی ترین پرت میں جلد کی اِس رنگت کو پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ایک ماہر کے مطابق:

> "میلانوسومز (میلانن کے چھوٹے چھوٹے یونٹ) گہری یا سیاہ رنگت کے لوگوں کی جلد کے اندر ہلکی یا سفید جلد کے لوگوں کے برعکس تھوڑے سے بڑے اور تعداد میں قدرے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور وہ متصل یا ملحقہ جلدی خلیات میں نہ تو کم ہوتے ہیں اور نہ ہی باآسانی منتشر ہوتے ہیں۔"[25]

سٹَم سیلز (خام یا غیر متشکل خلیہ جس سے مخصوص خلیے تشکیل پاتے ہیں) کے اندر رنگت پیدا کرنے والا جوہر ہر ایک نیوکلیئس کے اوپر ایک چھوٹی سی گہرے رنگ کی چھتری سی بنا دیتا ہے۔ میلانن جلد کے اوپر والے حصے کی جسے برادمی کہا جاتا ہے حفاظت کرتا ہے کہ کہیں اُسے سورج کی روشنی سے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ وہ لوگ جن کی جلد کی رنگت گہری

نہیں ہوتی اُن کے اندر رنگت پیدا کرنے والا جوہر قدرے کم ہو گیا ہوتا ہے کیونکہ وہ تقسیم در تقسیم ہوتے ہوئے کم ہو جاتے ہیں اور پھر اُن سے پیدا ہونے والے کمزور خلیات بیرونی پرت بناتے ہیں جسے سٹر اٹم کورنیم کہا جاتا ہے۔

جینیات کے ماہر لوگوں نے یہ دریافت کی ہے کہ چار سے چھ جینز مختلف طرح کی تبدیلیوں کے سال میلانن (رنگت) کی خاص مقدار اور اُس کی قسم کو پیدا کرتے ہیں۔ اِس کی وجہ سے ہمارے چاروں طرف جلد کے بے شمار رنگ ہمیں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایک ہی انسانی جوڑا ایسے بچےّ پیدا کر سکتا ہے جن کی جلد کی رنگت ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہو، اور ایک ہی نسل میں لوگوں کی رنگت کے درمیان واضح فرق دیکھنے کو مل سکتا ہے جس کا ہم ذیل میں مشاہدہ بھی کریں گے۔

وراثت

ڈی این اے (ڈی او کسی رائبو نیو کلیک ایسڈ) اصل میں وراثت کا مالیکیول ہے جو بچوّں میں والدین کی طرف سے منتقل ہوتا ہے۔ انسانوں کے اندر ایک بچہ اپنے والدین میں سے ہر ایک کی طرف سے 23 کروموسومز حاصل کرتا ہے (باپ 23 کروموسومز اپنے نطفے کے ذریعے سے دیتا ہے جبکہ ماں 23 کروموسومز اپنے انڈے کے ذریعے سے دیتی ہے۔) جس وقت حمل ٹھہرتا ہے تو یہ کروموسومز آپس میں باہمی طور پر مل جاتے ہیں اور اِس سے ڈی این اے کا ایک خاص امتزاج پیدا ہوتا ہے۔ اِسی ڈی این اے سے اِس بات کا تعین ہوتا ہے کہ بچے کی ساخت اور شخصیت کیسی ہو گی۔ کروموسومز کے ہر ایک جوڑے میں سینکڑوں جینز ہوتے ہیں جو بچےّ کی بڑھوتری کو ترتیب دیتے ہیں۔ اِس بات کو ہمیشہ ہی ذہن میں رکھیں کہ حمل کے دوران کسی طرح کی نئی جینیاتی معلومات تخلیق نہیں ہوتیں، بلکہ پہلے سے موجود جینیاتی معلومات کا ایک نیا امتزاج پیدا ہوتا ہے۔

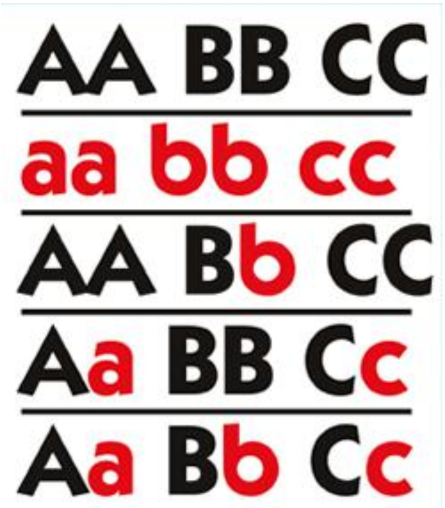

کسی انسان کی جلد کی رنگت کے تعین میں بنیادی جینیاتی اصولوں کی تصویر کشی کرنے کے لیے ہم سادہ ترین وضاحت پیش کریں گے،[26] صرف اُن دو جینز کے ساتھ جو میلانن کی پیداوار کو کنٹرول کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ہم یہ کہیں کہ A اور B جینز کے کوڈ بہت زیادہ میلانن کو ظاہر کرتے ہیں جبکہ a اور b جینز کے کوڈ میلانن کی کم مقدار کو ظاہر کرتے ہیں۔ اگر باپ کے نطفے میں AB جینز ہوں اور ماں کے بیضے یا انڈے میں بھی AB جینز ہوں تو غالب امکان ہے کہ بچےّ کے جینز AABB ہونگے اور اُس میں میلانن کی مقدار بہت زیادہ ہو گی جس کی وجہ سے اُس کی جلد کی رنگت بہت گہری [یا سیاہ] ہو گی۔ اب اگر والدین میں سے دونوں ہی ab جینز رکھتے ہوں تو بچےّ کے جینز aabb ہونگے، اُس میں میلانن کی مقدار بہت کم ہو گی جس کی وجہ سے اُس کی جلد کی رنگت ہلکی (یعنی سفید) ہو گی۔ اب اگر باپ کے جینز AB یعنی بہت گہری رنگت والے ہوں، اور ماں کے جینز ab یعنی بہت ہلکی رنگت والے ہوں تو غالباً بچےّ کے جینز AaBb ہونگے اور اُس کی جلد کی رنگت گندمی یا بھوری ہو گی۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا کی آبادی کے زیادہ تر لوگوں کی جلد کی رنگت گندمی یعنی درمیانے بھورے رنگ کی ہے۔

تصویر میں دکھائی گئی سادہ سی مشق یہ دکھاتی ہے کہ اگر والدین میں سے دونوں کے جینز یا اُن کی جلد کی رنگت درمیانی گندمی (AaBb) ہے تو اُن کے جو بچےّ پیدا ہونگے اُن کی جلد کی رنگت میں کئی مختلف رنگ دیکھے جا سکتے ہیں اور ایک ہی پشت میں ایسا ہونا بالکل ممکن ہے۔ موجودہ دور میں ہم اپنے چاروں طرف زیادہ تر لوگوں کی ایسی ہی جلد کی رنگت

دیکھتے ہیں اُس سے ہم یہ فرض کرسکتے ہیں کہ آدم اور حوا کی جلد کی رنگت گندمی یادرمیانے بھورے رنگ کی ہو گی۔ اور پھر اُن کے بچّے اور بچّوں کے بچّوں کی جلد کی رنگت میں مختلف اوقات میں فرق آیا ہو گا اور کچھ کی جلد کی رنگت تو بہت ہی گہری ہو گئی ہو گی اور کچھ کی جلد کی رنگت ہلکی ہو گی۔

ابھی حقیقت تو یہ ہے کہ کسی بھی شخص کی جلد کا رنگ اصل میں لال، پیلا یا کالا نہیں ہے۔ ہم سب کی جلد کا ایک ہی بنیادی رنگ ہے لیکن وہ ہمارے والدین کے جینز کی وجہ سے گہرا یا ہلکا ہو سکتا ہے۔ ہم سب کے جسموں کے اندر رنگت پیدا کرنے والا جوہر بھی ایک ہی جیسا ہے، لیکن ہماری جلد کی رنگت والدین سے ملنے والے جنیز کے امتزاج کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔[27]

آنکھوں کی رنگت کا تعین بھی میلانن کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اگر آنکھ کی پُتلی میں میلانن کی مقدار زیادہ ہو تو اُس کی رنگت بھوری یا براؤن ہو گی۔ اگر پُتلی میں میلانن کی مقدار کم ہو گی تو آنکھ کی رنگت نیلی ہو گی۔ (براؤن [بھورے] رنگ کے میلانن کی پتلی پرت سے جب روشنی نکل کر پھیلتی ہے تو اُس سے آنکھ کی رنگت نیلی ہو جاتی ہے۔)

بالوں کی رنگت میں بھی میلانن کے پیدا ہونے کا کافی زیادہ اثر پایا جاتا ہے۔ اگر جسم میں میلانن کی زیادہ مقدار پیدا ہو رہی ہو تو بالوں کی رنگت براؤن (گہری بھوری) یا کالی ہو گی۔ اِسی طرح اگر جسم میں میلانن کی مقدار کم ہو گی تو بالوں کی رنگت بھی ہلکی ہو گی۔ جن لوگوں کے بال سرخ رنگ کے ہوتے ہیں وہ اصل میں ایک جین کے تغیر کی وجہ سے ہے جو لال رنگ کا میلانن (فیومیلانن) پیدا کرتا ہے جو بالوں کی سُرخ رنگت کا سبب بنتا ہے۔[28]

ڈی این اے کی وجہ سے ہی ہماری آنکھوں کی ساخت مختلف ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کے ڈی این اے کی ترتیب ایسی ہو کہ اُن کی آنکھوں کے گرد بافت کی اضافی چربیلی تہہ بنائے اُن کی آنکھوں کی ساخت عموماً بادام کی طرح کی ہوتی ہے (اور یہ عام طور پر ایشیاء کے لوگوں کی آنکھوں کی ساخت میں دیکھا جا سکتا ہے۔) یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر ایک انسان کی آنکھوں کے گرد بافت کی چربیلی تہہ ہوتی ہے، کچھ لوگوں میں وہ کم چربیلی یا ہلکی ہوتی ہے جبکہ دیگر میں اضافی چربیلی ہوتی ہے۔

لوگوں کے گروہوں کی ابتدا

یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گہری رنگت والی جلد رکھنے والے لوگ دُنیا کے اُن علاقوں میں رہتے ہیں جو کافی زیادہ گرم ہوتے ہیں جبکہ ہلکی جلد رکھنے والے لوگ ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جن کا موسم سرد ہوتا ہے۔ ابھی دُنیا کے مختلف علاقوں میں کچھ خاص خصوصیات کیوں اِس قدر نمایاں ہوتی ہیں؟

ہم یہ جانتے ہیں کہ آدم اور حوّا سب سے پہلے تخلیق کئے جانے والے دو لوگ تھے۔ اُنہی کی اولاد نے اِس ساری زمین کو بھر دیا، بہر حال نوح کے طوفان کے دور میں دُنیا کی ساری آبادی کو آٹھ لوگوں کے سوا ختم کر دیا گیا تھا۔ اُن آٹھ لوگوں میں سے ہی اِس دُنیا کے سب قبیلوں اور قوموں نے جنم لیا ہے۔ عام خیال کیا جاتا ہے کہ نوح اور اُس کے خاندان کے لوگوں کی جلد کی رنگت بھی گندمی یادرمیانی بھوری ہو گی۔ اِسی وجہ سے نوح کے بیٹوں اور اُن کی بیویوں نے جن بچّوں کو جنم دیا اُن کی جلد کی رنگت ایک ہی پشت میں بہت سارے مختلف رنگوں کی ہو گی۔ اُس وقت چونکہ لوگ ایک ہی زبان بولتے تھے اور وہ ایک ہی علاقے میں رہتے تھے اور اُن کو باہمی طور پر ملنے جلنے میں اُن مشکلات کا سامنا نہیں تھا جیسا کہ آج دُنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے لوگوں کو ہے لہٰذا اُن کے لیے آپسی طور پر شادیاں کرنا قطعی دشوار نہیں تھا۔ پس اُن لوگوں کے لیے مختلف لوگوں کے جسمانی خدوخال، نقوش اور اُن کی جسمانی رنگت میں فرق ایسے نمایاں نہیں ہونگے جیسے ہم آج کے دور میں دیکھتے ہیں۔

پیدائش 11 باب میں ہم بابل کے بُرج کے پاس لوگوں کی بغاوت کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ خُدا نے اُن لوگوں کی بغاوت کی وجہ سے اُن کی عدالت کی اور اُن میں سے ہر ایک کو مختلف زبان دی۔ اِس وجہ سے انسانوں کے ایک گروہ کا دوسرے گروہ کی بات چیت کو سمجھنا مشکل ہو گیا اور وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ پس اُس بڑے گروہ میں سے نکل کر ہر ایک چھوٹا گروہ یا خاندان اپنے طور پر مختلف مقام پر جا پہنچا اور مختلف طرح سے زندگی گزارنا شروع کر دی۔ پس اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ زمین کے تمام حصوں میں پھیل گئے۔[29]

اب چونکہ ہر گروہ کی اپنی نئی زبان تھی اور جغرافیائی لحاظ سے وہ دوسرے گروہوں سے دور تھے اِس لیے اُن کے لیے یہ آزادی نہ رہی تھی کہ وہ دوسرے گروہوں کے ساتھ مل جل سکیں یا شادیاں کر سکیں، جس کی وجہ سے لوگوں کے ہر ایک مختلف گروہ نے ایک علیحدہ جین پول کو جنم دیا۔ بہت سارے گروہوں نے مختلف طرح کے معاشرتی اور سماجی ماحول یا حالات کو جنم دیا جس میں ہر ایک سماج میں کچھ مخصوص اور نمایاں خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ اور جیسے جیسے بچّوں کی ایک نئی پشت نے جنم لیا وہ سماجی یا معاشرتی خصوصیات نمایاں اور مضبوط ہوتی چلی گئیں۔ اگر ہم وقت میں واپسی کا سفر طے کر کے بابل کے مقام پر پہنچ سکیں اور لوگوں کے مختلف گروہوں کا دیگر مختلف گروہوں کے ساتھ ملاپ کروا سکیں تو اُن سے بالکل مختلف خصوصیات کے حامل لوگ پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایسا ممکن ہو تو ہم ایک ہلکی [یعنی سفید] رنگت کی جلد کے انسانوں کا گروہ دیکھنے کے قابل ہونگے جن کے بال گھنے اور گھنگھریالے ہوں اور اُن کی آنکھوں کی رنگت نیلی اور ساخت بادام کی مانند ہو۔ یا پھر ایسے لوگ بھی جن کی جلد کی رنگت بہت گہری (یعنی سیاہ)ہو، لیکن اُن کی آنکھیں نیلی اور اُن کے بال بالکل سیدھے اور براؤن ہوں۔[30]

اِن میں سے کچھ چیزیں (جلد کی رنگت، آنکھوں کی ساخت اور رنگت وغیرہ) مختلف طرح کے فطری چناؤ، (ماحولیاتی اور جنسی وغیرہ) یا پھر خلیات میں مختلف طرح کے تغیر[31] کی وجہ سے لوگوں کے کچھ مخصوص گروہوں کی عام اور نمایاں خصوصیات بن گئیں۔ مثال کے طور پر جن لوگوں میں میلانن کی مقدار زیادہ ہوتی ہے وہ اُن کی جلد کو زیادہ تحفظ فراہم کرتی ہے اور جن لوگوں کی جلد کی رنگت گہری (یعنی سیاہ) ہوتی ہے وہ اُن علاقوں میں جینے کی صلاحیت رکھتے ہیں جہاں پر سورج کی روشنی بہت زیادہ اور تیز ہوتی ہے (یعنی بہت گرم اور مرطوب علاقے جو خطِ اِستوا کے زیادہ قریب ہوتے ہیں) کیونکہ ایسی جلد رکھنے والے لوگوں کو جلد وغیرہ کا کینسر آسانی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ جن لوگوں کی جلد کی رنگت ہلکی ہوتی ہے اُن میں میلانن کی مقدار کم ہوتی ہے اور اِس وجہ سے اُن میں بالائے بنفشی کے خلاف جنہیں یووی کرنیں (Ultraviolet Rays) کہا جاتا ہے کم مدافعت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر انتہائی گرم علاقوں میں رکھا جائے تو وہ اگلی پشت کو پیدا کرنے سے پہلے ہی مر سکتے ہیں۔ بالائے بنفشی A تابکار وٹامن بی فولک ایسڈ کو بھی تباہ کر دیتی ہے جو ڈی این اے کے خلیات کی تقسیم و ترتیب کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے۔ حاملہ عورتوں میں فولیٹ یا فولک ایسڈ کی کمی بچّے اور اُس کی بڑھوتری میں طرح طرح کے نقائص پیدا کر سکتی ہے۔ پس اِس وجہ سے ہلکی جلد والے لوگ ایسی سخت دھوپ یا سورج کی تیز اور براہِ راست روشنی والے علاقوں میں نہ رہ پائیں گے۔

دوسری طرف میلانن سورج کی شعاعوں کے خلاف مدافعت کا بھرپور کام سرانجام دیتا ہے، اِس کی وجہ سے سورج کی شعاعیں جگر کو وٹامن ڈی کے لیے پورے طور پر تحریک نہیں دے پاتیں جو کہ جسم میں کیلشیم کو اپنے اندر جذب کرنے اور ہڈیوں کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ اِس لیے وہ لوگ جن کی جلد کی رنگت گہری ہوتی ہے اُنہیں اپنے جسم میں وٹامن ڈی پیدا کرنے کے لیے سورج کی زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس وجہ سے وہ شمالی یا ٹھنڈے علاقوں میں اُس طرح با آسانی نہیں رہ سکتے جیسے کہ ہلکی جلد والے لوگ کیونکہ اُنہیں اپنے جسم میں وٹامن ڈی پیدا کرنے کے لیے سورج کی بہت زیادہ روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن میں وٹامن ڈی کی کمی ہوتی ہے اُن میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں جیسے کہ کساس / سوکڑا (جو کہ کیلشیم کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے)، جس کی وجہ سے اُس شخص کی جسمانی بڑھوتری سُست ہو جاتی ہے اور اُس کی ہڈیوں میں مختلف طرح کے نقائص بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ بات اچھے طریقے سے جانی جاتی ہے کہ صنعتی انقلاب کے دور میں گہری یعنی سیاہ

کیا بائبل میں کہیں پر ایسی کوئی بات ہے جو واضح طور پر یہ تعلیم دیتی ہو کہ مختلف آدمیوں اور عورتوں کو دیگر انسانی گروہوں کے آدمیوں اور عورتوں سے شادیاں نہیں کرنی چاہییں؟

جلد کے مالک لوگ جب انگلینڈ میں رہتے تھے تو وہ بہت جلد کساس / سوکڑے جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے تھے کیونکہ اُس علاقے میں اُنہیں سورج کی اُتنی روشنی میسر نہیں تھی جتنی اُن کے جسموں کو وٹامن ڈی پیدا کرنے کے لیے درکار تھی۔[32]

یہ بے شک کچھ عام باتیں ہیں لیکن بہت دفعہ چیزیں اِس کے برعکس بھی ہوتی ہیں جیسے کہ گہری جلد کے انیوٹ قبیلے کے لوگ (اسکیمو) بہت ٹھنڈے شمالی علاقہ جات میں بسے ہوئے ہیں۔ بہر حال اُن کی خوراک میں مچھلی بہت زیادہ ہوتی ہے جس کا تیل وٹامن ڈی کا بہت اعلیٰ ذریعہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اُس ٹھنڈے ترین علاقے میں باآسانی رہ سکتے ہیں۔

موجودہ دور میں حقیقی سائنس بائبلی نظریے سے پوری طرح ہم آہنگ ہے کہ تمام انسان باہمی طور پر نزدیکی تعلق داری رکھتے ہیں- اور اِس زمین پر حیاتیاتی لحاظ سے انسانوں کی صرف ایک ہی نسل پائی جاتی ہے۔ اِس لیے اگر ہم اپنے اصل بنیادی سوال کی طرف مڑیں تو حقیقت یہ ہے کہ بین النسلی شادیوں جیسی کوئی چیز اپنا وجود نہیں رکھتی۔ اور ہمارے سامنے بس یہ چیز ہے کہ - کیا بائبل میں کہیں پر ایسی کوئی بات کی گئی ہے جو واضح طور پر یہ تعلیم دیتی ہو کہ مختلف آدمیوں اور عورتوں کو دیگر انسانی گروہوں کے آدمیوں اور عورتوں سے شادیاں نہیں کرنی چاہییں؟

بابل کے مقام پر پراگندگی

اِس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں کہ خُدا کی طرف سے انسان کو ساری زمین پر پراگندہ کرنے کے پسِ منظر میں انسان کی خُدا کے خلاف بغاوت تھی جس کے بارے میں ہم پیدایش 11 باب میں پڑھتے ہیں۔ کچھ مسیحی اِس واقعے کو اپنے اِس نظریے کی بنیاد بنا کر پیش کرتے ہیں کہ خُدا نے انسانوں کو بین النسلی شادیوں سے منع کیا تھا لیکن چونکہ لوگ بین النسلی شادیاں کر رہے تھے لہذا خُدا نے اُنہیں دُنیا میں پراگندہ کر دیا۔ اُن کا نقطہ نظر یہ ہے کہ خُدا نہیں چاہتا تھا کہ لوگوں کے مختلف گروہ جنہیں وہ لوگوں کی مختلف نسلیں قرار دیتے ہیں باہمی طور پر شادیاں کر سکیں، اِس لیے اُس نے اُنہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ بہر حال یہاں پر ہمیں اِس حوالے میں کہیں یہ اشارہ نہیں ملتا کہ جس چیز کو یہ لوگ بین النسلی شادیاں کہہ رہے ہیں اُس کی روک تھام کے لیے یہ سب کیا گیا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ گزرے ہوئے سارے وقت کے دوران لوگ باہمی طور پر اِس قدر مل جل گئے ہیں کہ کسی بھی انسان کے لیے یہ بات بالکل ناممکن ہے اور اُس وقت بھی تھی کہ وہ حتمی پر یہ جان سکے کہ وہ لوگوں کے کونسے گروہ میں سے پیدا ہوا ہے اور اُس کے اجداد کی تفصیلات کیا ہیں۔

ہمیں اِس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ قادرِ مطلق خُدا جو کہ خالق ہے وہی سب اقوام کا سربراہ ہے، پولس رسول نے اعمال 17 باب 26 آیت میں اِس چیز کی وضاحت کی ہے۔ کچھ لوگ غلط سمجھ کی وجہ سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اِس آیت کا مطلب ہے کہ مختلف گروہوں کے لوگوں کو باہمی طور پر شادیاں نہیں کرنی چاہییں۔ بہر حال اِس حوالے کا شادیوں کے ساتھ کوئی دور دور تک بھی تعلق نہیں ہے۔ جان گِل اپنی کلاسک تفسیر میں اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ، اِس سارے واقعے کا پسِ منظر یہ ہے کہ خُدا ساری دُنیا اور ہر ایک چیز کا حاکم اور منتظم ہے– وہی یہ جانتا اور طے کرتا ہے کہ کونسا قبیلہ یا قوم کہاں، کیسے اور کتنی دیر تک رہے گی، پھلے پھولے گی اور کب تباہ ہو جائے گی۔[33]

اِس سب میں خُدا اپنے لیے کچھ ایسے لوگوں کو بچا رہا ہے یا اُن کا چناؤ کر رہا ہے جو یسوع مسیح میں ایک ہیں۔ بائبل مقدس گلتیوں 3 باب 28 آیت؛ کلسیوں 3 باب 11 آیت اور رومیوں 10 باب 12-13 آیات میں یہ بات اچھی طرح واضح کرتی ہے کہ نجات کے معاملے میں مرد یا عورت، عبرانی یا یونانی کے درمیان کسی طرح کا کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا۔

لوگوں کے درمیان پائی جانے والی کسی بھی طرح کی تفریق یا کوئی بھی فرق مسیح میں آکر ختم ہو جاتا ہے۔ مسیح یسوع میں ہم سب ایک ہیں اور ہم سب کا جینے کا مقصد بھی ایک ہے، اور ہمارا یہ مقصد اُس کے لیے جینا ہے جس نے ہمیں تخلیق کیا ہے۔ مسیح یسوع میں ہماری یہ ہم آہنگی اور ایک ہونا شادی کے بندھن کو سمجھنے کے لیے بہت ہی اہم ہے۔

شادی کا مقصد

ملاکی 2 باب 15 آیت ہمیں بتاتی ہے کہ شادی کا ایک بہت ہی اہم مقصد یہ ہے کہ ایک خُدا ترس نسل یعنی پشت پیدا کی جا سکے - ایسی رُوحانی اولاد جس کی تربیت خُدا کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کی جائے۔ خُداوند یسوع (متی 19 باب میں) اور پولس رسول (افسیوں 5 باب میں) اِس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جب مرد اور عورت شادی کے بندھن میں بندھتے ہیں تو وہ ایک تن ہوتے ہیں (کیونکہ تاریخی لحاظ سے وہ ایک تن ہی تھے - حوّا آدم میں سے تخلیق کی گئی تھی۔ مزید بر آں مرد اور عورت کو رُوحانی لحاظ سے بھی ایک ہونے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ایک خُدا ترس نسل پیدا کرنے کے لیے خُدا کے حکم کی تعمیل کر سکیں۔

اِسی لیے پولس رسول 2 کرنتھیوں 6 باب 14 آیت میں بیان کرتا ہے کہ "بے ایمانوں کے ساتھ ناہموار جُوئے میں نہ جُتو کیونکہ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟" پس اگر ہم بائبل کی تعلیمات کی روشنی میں دیکھیں تو ساتھ دی ہوئی تصویر کے اندر وہ شادی کی کونسی قسم ہے جس کے حوالے سے خُدا خبردار کرتا ہے؟

اِس بات کو جواب بالکل واضح ہے - تیسری قسم کی شادی۔ بائبل مُقدس کے مطابق شادی کے معاملے میں یہ ہماری ترجیح ہونی چاہیے کہ ایک مسیحی ہمیشہ ایک مسیحی ہی سے شادی کرے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ ایسے بہت سارے مسیحی گھرانے ہیں جن میں والدین اکثر اِس وجہ سے پریشان ہوتے ہیں کہ اُن کے بچّے کسی ایسے فرد سے شادی نہ کر لیں جو اُن کے مطابق دوسری انسانی نسل کا ہوتا ہے، اُنہیں اِس بات کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اُن کے بچّے کسی ہم ایمان سے شادی کرتے ہیں یا نہیں۔ جس وقت کوئی مسیحی کسی غیر مسیحی کے ساتھ شادی کرتا ہے تو وہ (جسمانی لحاظ سے تو نہیں) لیکن رُوحانی لحاظ ایک تن ہونے کی نفی کر دیتا ہے اور اِس کا نتیجہ وہ منفی انجام ہوتا ہے جو اُس جوڑے اور اُس کے بچّوں کے سامنے آتا ہے۔[34]

شادی میں کردار[35]

اِس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر ایک جوڑے کو اُس مسیحی کردار کو اپنانے کی ضرورت ہے جو ہر ایک مسیحی خاندان کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ کلام مقدس میں بہت سارے مقامات پر ہمارے مخصوص کردار اور ہماری ذمہ داریوں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ ذیل میں اِن اہم حوالہ جات کو دیکھیئے جو باپ کی رہنمائی کے لیے ہدایت پیش کرتے ہیں۔

"۔۔۔ باپ اپنی اولاد کو تیری سچائی کی خبر دیگا۔" (یسعیاہ 38 باب 19 آیت)

"اَے اَولاد والو! تُم اپنے فرزندوں کو غُصّہ نہ دِلاوٴ بلکہ خُداوند کی طرف سے تربِیت اور نصِیحت دے دے کر اُن کی پرورش کرو۔" (افسیوں 6 باب 4 آیت)

"کیونکہ مَیں جانتا ہُوں کہ وہ اپنے بیٹوں اور گھرانے کو جو اُسکے پیچھے رہ جائینگے وصیت کریگا کہ وہ خُداوند کی رہ میں قائم رہ کر عدل اور اِنصاف کریں تا کہ جو کچھ خُداوند نے ابرہام کے حق میں فرمایا ہے اُسے پُورا کرے" (پیدایش 18 باب 19 آیت)

بائبل میں ایسی بہت ساری آیات ہیں اور اُن میں سے یہ صرف چند ایک ہی ہیں جو ہم نے یہاں پر پیش کی ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ باپ اپنے بچّوں کی تربیت کریں۔ مزید برآں زبور 78 کا مصنف باپوں کو مسلسل یہ نصیحت کرتا ہے کہ وہ کبھی بھی اپنے بچّوں کو سیکھانا نہ بھولیں تاکہ اُن کی اولاد اپنی اولاد کو یہ سکھانا نہ بھولے کہ اُن کے لیے خُدا نے کیا کچھ کیا ہے اور وہ خُدا کے سب احکام پر عمل کر سکیں۔ اُن کی اِس تربیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بچّوں میں مسیحی نظریہ حیات کو فروغ دیں اور اُن کے سب سوالات کے جوابات مہیا کریں تاکہ وہ اُن لوگوں کے سوالات کے جوابات دے سکیں جو اُن سے خُدا اور بائبل کے بارے میں پوچھتے ہیں (بالکل ویسے جیسے یہ کتاب کرتی ہے)۔ اُس کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ نہ صرف اپنی بیوی سے محبت کرے بلکہ اُس کی حفاظت اور دیکھ بھال بھی کرے۔

جس طرح خُدا نے مرد کے کردار کے بارے میں وضاحت کی ہے اُس نے ایک خُدا پرست بیوی کے کردار کے بارے میں بھی اپنی مرضی کو ظاہر کیا ہے۔ ابتدا میں خُدا نے ایک عورت کو آدم کی زندگی میں موجود کمی کو پورا کرنے کے لیے تخلیق کیا، تاکہ وہ مرد کی مددگار بن سکے اور وہ دونوں ایک تن ہو سکیں (پیدایش 2 باب 15-25 آیات)۔ بائبل کے دیگر حوالہ جات میں عورت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ ایک باکردار، دیانتدار اور باعمل عورت بنے (مثال کے طور پر امثال 31 باب 10-31 آیات)۔ اِس بات میں قطعی طور پر کوئی شک نہیں کہ ماؤں کو بھی اپنے بچّوں کو رُوحانی سچائیوں کے بارے میں سکھانے کے لیے اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔ دُنیا کے ہر ایک قبیلے اور قوم میں یہ کردار سچے اور بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

راحب اور روت

راحب اور روت کی مثالیں ہمیں یہ بات سمجھنے میں مدد کرتی ہیں کہ خُدا اُن لوگوں کے درمیان شادی کے معاملے کو کیسے دیکھتا ہے جو اگرچہ لوگوں کے مختلف گروہوں یا قوموں میں سے ہیں لیکن ایک زندہ اور سچے خُدا پر ایمان رکھتے ہیں۔

راحب ایک کنعانی خاتون تھی۔ یہ کنعانی حام کے بیٹے کنعان کی اولاد تھے اور اُن کا رہن سہن خُدا کے قوانین اور احکام کے خلاف تھا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کنعان کی واضح ترین باغی فطرت کی وجہ سے اُس پر لعنت کی گئی تھی۔ افسوس کی بات ہے کہ بہت سارے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ لعنت کنعان کو نہیں بلکہ حام کو کی گئی تھی جبکہ یہ بات سچ نہیں ہے۔[36] کچھ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ حام پر کی جانے والی لعنت (جو کہ حقیقت میں کہیں پر اپنا وجود نہیں رکھتی) لوگوں کے ایک خاص گروہ کی کالی جلد کا سبب بنی اور اُس سے کالی "نسلیں"[37] پیدا ہوئیں۔ یہ بہت ہی مضحکہ خیز بات ہے اور یہ اُس غلط اور جھوٹی تعلیم کی ہی ایک قسم ہے جس کی وجہ سے کالی رنگت والی جلد کے لوگوں کے خلاف بھرپور تعصب نے جنم لیا تھا۔

متی 1 باب میں یسوع کا نسب نامہ دیا گیا ہے اور روایتی طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ وہاں پر جس راحب کا ذکر ہے وہ یہی کنعانی راحب تھی جو اُس نسب نامے کا حصہ ہے جو بالآخر یسوع پر آکر ختم ہوتا ہے۔ پس اِس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اُس کنعانی راحب نے کسی اسرائیلی (سم کی اولاد میں سے کسی شخص) سے شادی کی ہو گی۔ اب جبکہ ایسا ملاپ خُدا کی طرف سے منظور کیا گیا تھا، اِس میں اِس بات کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ وہ کس قوم میں سے آئی ہے - جو بات اہم ہے وہ یہ ہے کہ وہ اسرائیل کے سچے خُدا پر ایمان رکھتی تھی۔

ایسا ہی کچھ روت کے حوالے سے بھی کہا جا سکتا ہے جو کہ ایک موابی خاتون تھی اور اُس نے بھی ایک اسرائیلی سے شادی کی تھی اور اُس کا ذکر بھی متی 1 باب میں پائے جانے والے یسوع کے نسب نامے میں کیا گیا ہے۔ اپنی شادی سے قبل اُس نے زندہ خُدا پر اپنے ایمان کا اظہار کیا تھا(روت 1 باب16 آیت)۔ جس وقت راحب اور روت خُدا کے بچّوں میں شامل ہوئیں اُس وقت اگرچہ اسرائیلی اور کنعانی - لوگوں کے مختلف گروہوں سے تعلق رکھتے تھے لیکن اُن میں باہمی طور پر شادیاں کرنے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں پائی جاتی تھی۔

حقیقی بائبلی بین النسل شادی

اگر کوئی شخص "بین النسلی" شادیوں کی اصطلاح کو استعمال کرنا چاہتا ہے تو اصل بین النسل شادی جس سے خُدا ہمیں منع کرتا ہے وہ شادی ہے جب پچھلے آدم کی اولاد (وہ فرد جو یسوع مسیح کے وسیلے ایک نیا مخلوق- مسیحی ہے) پہلے آدم کی اولاد(ایسے فرد جس کی زندگی تبدیل نہیں ہوئی اور خُدا پر ایمان نہیں رکھتا-یعنی غیر مسیحی) سے شادی کرے۔[38]

بین الثقافتی مسائل

بابل کے بُرج کے دور سے اب تک چونکہ لوگوں کے بے شمار گروہ بن چکے ہیں اور اُنہوں نے بے شمار معاشرتی تہذیبوں کو جنم دیا ہے۔ اب بہت سارے بین الثقافتی مسائل دُنیا میں پائے جاتے ہیں۔ اِس لیے اگر دو مسیحی لوگ بھی دُنیا کی مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھتے ہوئے شادی کر لیں تو اُنکو بھی آپس میں ایک دوسرے کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے کئی ایک مسائل کا سامنا ہو گا۔ اپنے ہی خاندان یا گروہ سے رشتوں میں مختلف طرح کی توقعات بہت مختلف ہو سکتی ہیں۔ حتیٰ کہ انگریزی بولنے والے مختلف ملکوں کے لوگوں کو ہی باہمی طور پر آپس میں ایک دوسرے کو اپنی بات سمجھانے اور دوسرے کی بات سمجھنے میں کئی طرح کی دشواریوں کا سامنا ہو سکتا ہے کیونکہ ایک ہی لفظ کے مختلف لوگوں کے نزدیک مختلف مطلب ہو سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو شادی شُدہ جوڑوں کی اصلاح کاری کا کام کرتے ہیں اُن کو ایسے معاملات میں کافی زیادہ باریک بینی سے چیزوں کو دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ کئی ایک شادیاں ایسے ہے ثقافتی مسائل کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔ بہر حال ایسے مسائل کا جینیات یا کسی "نسل" سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

خلاصہ

1. بائبل میں ہمیں کہیں پر اِس بارے میں تعلیمات نہیں ملتی کہ دو مختلف نام نہاد نسلوں (جن کی بہتر وضاحت لوگوں کے دو مختلف گروہوں کے طور پر کی جا سکتی ہے) میں آپسی طور پر شادی نہیں کرنی چاہیے۔
2. شادی کے حوالے سے بائبل جو بنیاد فراہم کرتی ہے وہ اِس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ مسیحیوں کو صرف اور صرف مسیحیوں سے ہی شادی کرنی چاہیے۔

جب مسیحی کٹرپن کا مظاہرہ کرتے ہوئے غیر مسیحی تصورات کو دوسروں پر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے کہ اپنے معاشرے میں بین النسلی شادیوں سے منع کرنا، تو اِس طرح سے وہ حقیقت میں اُس نسلی تعصب کو بڑھاوا دیتے ہیں جس کی بنیاد ارتقائی اثرات ہیں۔ اگر ہم ایمانداری کا مظاہرہ کریں تو امریکہ جیسے ملک کے اندر مسیحی لوگ بین النسلی شادیوں کی مخالفت زیادہ تر جلد کی رنگت کی وجہ سے کرتے ہیں۔

کلیسیا نسل پرستی کے حوالے سے پائی جانے والی کشیدگی کو (بالخصوص امریکہ کے اندر) اُس وقت قدرے کم کر سکتی ہے جب کلیسیا کے قائدین ہمارے باہمی اجداد کے حوالے سے بائبلی نقطہ نظر کو واضح طور پر پیش کریں: تمام انسان ایک ہی مرد اور عورت کی اولاد ہیں؛ تمام لوگ خُدا کے سامنے یکساں ہیں؛ تمام انسان گناہگار ہیں اور اُن کو نجات کی

ضرورت ہے؛ ہر کسی کو اپنا نظریہ حیات خُدا کے کلام کی بنیاد پر ترتیب دینا چاہیے اور اپنے تمام معاشرتی معاملات کو اُسی کی روشنی میں دیکھنا چاہیے؛سب کو مسیح میں ایک ہونا چاہیے اور اُن میں اپنے خالق خُدا کے حوالے سے جو بغاوت پائی جاتی ہے اُس کو ختم کرنا چاہیے۔

کلیسیا نسل پرستی کے حوالے سے پائی جانے والی کشیدگی اُس وقت قدرے کم کر سکتی ہے جب کلیسیا کے قائدین ہمارے باہمی اجداد کے حوالے سے بائبلی نقطہِ نظر کو واضح طور پر پیش کریں۔

مسیحیوں کو شادی کے حوالے سے اُسی انداز سے دیکھنا یا سوچنا چاہیے جیسے خُدا ہم سب کے حوالے سے سوچتا ہے۔ جس وقت سموئیل نبی اسرائیل کے اگلے بادشاہ کو مسّح کرنے کے لیے گیا تو اُس نے سوچا کہ قد کاٹھ کے لحاظ سے یسی کا بڑا بیٹا ہی اگلا بادشاہ ہونے کے لیے خُدا کا انتخاب ہو گا۔ لیکن ہم 1 سموئیل 16 باب 7 آیت میں پڑھتے ہیں کہ "پر خُداوند نے سؔموئیل سے کہا کہ تُو اُسکے چہرہ اور اُسکے قد کی بلندی کو نہ دیکھ اِسلئے کہ مَیں نے اُسے ناپسند کیا ہے کیونکہ خُداوند اِنسان کی مانِند نظر نہیں کرتا اِسلئے کہ اِنسان ظاہری صُورت کو دیکھتا ہے پر خُداوند دِل پر نظر کرتا ہے۔" خُدا ہماری بیرونی حیاتیاتی ساخت اور خدوخال کو نہیں دیکھتا؛ بلکہ وہ ہماری اندرونی رُوحانی حالت کو مدِ نظر رکھتا ہے۔ اور جب جوڑے شادی کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں تو اُنہیں اپنی اور دوسرے شخص کی اندرونی رُوحانی حالت پر غور کرنے اور اُسے ہمیشہ مدِ نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ بات سچ ہے کہ اندرونی رُوحانی حالت ہی سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

اقتباسات وکتابیات

1 J.P. Rushton, professor of psychology at the University of Western Ontario, Lond, Ontario, Canada, Race, Evolution and Behavior,www.harbornet.com/folks/theedrich/JP_Rushton/Race.htm.

2 S.J. Gould, *Ontogeny and Phylogeny*, Belknap-Harvard Press, Cambridge, Massachusetts, 1977, 127–128.

3 Missing links with mankind in early dawn of history, *New York Tribune*, p. 11, February 10, 1924.

4 D. Monaghan, The body-snatchers, *The Bulletin*, November 12, 1991, pp. 30–38; Blacks slain for science's white superiority theory, *The Daily Telegraph Mirror*, April 26, 1994.

5 For more information on the fallacious nature of this idea, see answersingenesis.org/go/embryonic.

6 E. Haeckel, *The History of Creation*, 1876, 363–363.

7 J. Bergman, Ota Benga: the man who was put on display in the zoo! *Creation* **16**(1):48–50, 1993.

8 Keane, Arthur H.J., "Anthropological Curiosities - The Pygmies of the World". *Scienti_c American Supplement* 64, no. 1650 (August 17,1907): 99.

9 This is not to say that *evolution* is the cause of racism. *Sin* is the cause of racism. However, Darwinian evolution fueled a particular form of racism.

10 R.L. Hotz, Race has no basis in biology, researchers say, *Cincinnati Enquirer*, p. A3, February 20, 1997.

11 We're all the same, ABC News, September 10, 1998, www.abcnews.com/sections/science/ DyeHard/dye72.html.

12 S.C. Cameron and S.M. Wycoff, The destructive nature of the term race: growing beyond a false paradigm, *Journal of Counseling & Development*, **76**:277–285, 1998.

13 N. Angier, Do races differ? Not really, DNA shows, New York Times web, Aug. 22, 2000.

14 In the original, Ezra 9:2 refers to "seed," Romans 9:3 to "kinsmen according to the flesh."

15 For more on this teaching, see chapter 6, Cain's Wife—Who Was She?

16 Contrary to popular belief, mankind does not share an apelike ancestor with other primates. To Find out the truth behind the alleged apemen, visit answersingenesis.org/go/anthropology.

17 W.C. Kaiser, Jr. et al., *Hard Sayings of the Bible*, InterVarsity Press, Downers Grove, Illinois, 1996, 150.

18 Ref. 17, 644.

19 J.C. Gutin, End of the rainbow, *Discover*, pp. 72–73, November 1994.

20 Ref. 12.

21 Ref. 13.

22 Ref. 11.

[23] Ibid.

[24] Of course, melanin is not the only factor that determines skin shade: blood vessels close to the skin can produce a reddish tinge, while extra layers of adipose tissue (fat) in the skin yield a yellowish tinge. Exposure to the sun can cause increased melanin production, thus darkening skin, but only to a certain point. Other pigments also affect skin shade but generally have very little bearing on how light or dark the skin will be. The major provider of skin color is melanin.

[25] Ackerman, *Histopathologic Diagnosis of Skin Diseases*, Lea & Febiger, Philadelphia, Pennsylvania, 1978, 44; Lever and Schamberg-Lever, *Histopathology of the Skin*, 7th Ed., J.B. Lippincott, Philadelphia, 1990, 18–20.

[26] The actual genetics involved are much more complicated than this simplified explanation. There are 4 to 6 genes with multiples alleles (versions) of each gene that operate under incomplete dominance, that is, they work together to produce an individual's particular skin shade. However, simplifying the explanation does not take away from the point being made.

[27] Albinism results from a genetic mutation which prevents the usual production of melanin.

[28] For more information, see answersingenesis.org/go/red-hair.

[29] As they went, the family groups took with them the knowledge that had been passed to them about the creation and Flood events. Although these accounts have been changed over time, they reflect the true account found in the Bible. For more information, see answersingenesis.org/go/legends.

[30] This assumes that each trait is independently inherited, which may not always be the case. Although there are many instances in which a certain trait shows up in a person of a different ethnic group (e.g., almond-shaped eyes in a woman with very dark skin, or blue eyes in a man with tightly curled brown hair and tan skin).

[31] For more on how selection and mutations operate, see chapter 22 in this book.

[32] en.wikipedia.org/wiki/Melanin.

[33] See note on *Acts 17:26*, in John Gill, D.D., *An exposition of the Old and New Testament*, London: printed for Mathews and Leigh, 18 Strand, by W. Clowes, Northumberland-Court, 1809. Edited, revised, and updated by Larry Pierce, 1994–1995 for Online Bible CD-ROM.

[34] It is true that in some exceptional instances when a Christian has married a non-Christian, the non-Christian spouse, by the grace of God, has become a Christian. This is a praise point but it does not negate the fact that Scripture indicates that it should not have been entered into in the first place. This does not mean that the marriage is not actually valid, nor does it dilute the responsibilities of the marital union—see also *1 Corinthians 7:12–14*, where the context is of one spouse becoming a Christian after marriage.

[35] For more on this topic, see *The Genesis of a Legacy* by Ken Ham and Steve Ham, available from www.answersbookstore.com.

[36] See *Genesis 9:18–27*. Canaan, the youngest of Ham's sons, received Noah's curse. Why? The descendants of Canaan were some of the wickedest people on earth. For example, the people of Sodom and Gomorrah were judged for their sexual immorality and rebellion. It may be that Ham's actions toward his father (*Genesis 9:22*) had sexual connotations, and Noah saw this same sin problem in Canaan and understood that Canaan's descendants would also act in these sinful ways. (The Bible clearly teaches that the unconfessed sin of one generation is often greater in the next generation.) The curse on Canaan has nothing to do with skin color but rather serves as a warning to fathers to train their children in the nurture and admonition of the Lord. We need to deal with our own sin problems and train our children to deal with theirs.

[37] For example: "We know the circumstances under which the posterity of Cain (and later of Ham) were cursed with what we call Negroid racial characteristics" (Bruce McConkie, Apostle of the Mormon Council of 12, *Mormon Doctrine*, p. 554, 1958); "The curse which Noah pronounced upon Canaan was the origin of the black race" (The Golden Age, *The Watchtower* [now called *Awake!*], p. 702, July 24, 1929).

[38] Examples of such "mixed marriages" and their negative consequences can be seen in*Nehemiah 9* and *Nehemiah 10*, and *Numbers 25*.